یہ پاکستان ٹیلی وژن ہے۔۔۔

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

04-09-2013

محترم عرفان صدیقی صاحب نے اپنے ایک کالم مورخہ 5 اپریل ''سرکاری ٹی وی کا نگارخانہ اور فخر و بھائی کی تلقین'' میں پاکستان ٹیلی وژن کے شعبہ کرنٹ افیئرز اور نیوز کو اپنا موضوع بنایا ہے اور اپنے اس کالم میں درست تنقید کی ہے کہ اس ریاستی چینل کو سول اور ملٹری مختلف حکومتوں نے اپنے حکومتی مفادات تک محدود رکھا اور اس ادارے میں اپنے ''کارندوں'' کو نوازنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اپنے اس کالم میں محترم عرفان صدیقی صاحب نے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے آخری مہینوں میں پی ٹی وی کے کرنٹ افیئرز کے ایک پروگرام میں شمولیت کو مثال بنا کر پیش کیا ہے کہ جب وہ اسلام آباد سینٹر میں ایک اینکر کی دعوت پر ریکارڈنگ کے لیے تشریف لے گئے تو وہی میزبان جو بڑے شوق سے ان کو پی ٹی وی میں اپنے پروگرام میں شرکت کے لیے راضی کر کے لایا تھا، مگر اب اس کو شعبہ کے انچارج کی طرف سے عرفان صدیقی کو کرنٹ افیئرز کے پروگرام میں شامل نہ کرنے کے احکامات جاری ہوئے، جس پر محترم عرفان صدیقی صاحب نے اپنے میزبان کو مشکل سے نکالنے کے لیے واپسی کا ارادہ کیا تو دوسرے دو مہمان بھی اس غیر جمہوری طرزِ صحافت پر احتجاجاً واپس چلے گئے۔ عرفان صدیقی صاحب نے شاید جس میزبان کا ذکر کیا ہے، میرے اندازے کے مطابق یہ وہی اینکر صاحب ہیں جو پہلے ایک پرائیویٹ چینل پر ''شہرت کے مزے'' لوٹ رہے تھے، ان کو سابق منتخب حکومت کے اعلیٰ عہدیداران بڑی منت وسماجت سے ایک ''ناقابل یقین پیکیج'' کے ساتھ پاکستان ٹیلی وژن پر لائے اور موصوف نے تقریباً دو سال ''شان دار پیکیج'' سے اپنی جیبیں جس قدر بھر لیں اس کے مقابلے میں سکرین پر شہرت کی کوئی حیثیت نہیں۔ دیگر ریاستی اداروں کی طرح پاکستان ٹیلی وژن جیسے اہم ریاستی ادارے کو ہمارے تمام حکمران (سول و ملٹری) جس طرح اپنوں کو نواز کر جہاں لوٹ مار کا ذریعہ بناتے ہیں وہیں پر وہ ان اداروں میں اپنے Incompetent ''کارندوں'' کو لگا کر ایسے عوامی اداروں کی تباہی کا سبب بھی بنتے ہیں۔

پاکستان ٹیلی وژن، پاکستان کے ان شان دار اداروں میں سرفہرست ہے جنہوں نے قیام پاکستان کے بعد جنم لیا۔ یعنی یہ وہ ادارہ ہے جو Colonial Legacy نہیں رکھتا، اس کو نئی قوم نے اپنے شاندار آغاز کے بعد جنم دیا۔ پاکستان ٹیلی وژن نے پاکستان کے اندر اور باہر اپنی شان دار پروفیشنل کارکردگی کی بنیاد پر خطے کے دیگر ممالک کے لوگوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کیا۔ پاکستان ٹیلی وژن ایک نئی ریاست کا شان دار چہرہ تھا جس کو آمرانہ اور حاکمانہ مفادات کے ذریعے مسخ کر دیا گیا اور افسوس کہ یہ عمل 1988ء میں سول حکومتوں کے قیام کے بعد بھی تسلسل سے جاری ہے جس سے پاکستان ٹیلی وژن حکمرانوں کے ''کارندوں'' کے لوٹ مار کا ذریعہ تو بنا، اس کے ساتھ ساتھ اس عوامی ادارے (ریاست کے ادارے عوام کے مشترکہ ادارے ہوتے ہیں) کی صلاحیتیں بھی سکڑتی گئیں۔ 9/11 کے بعد دنیا کی سیاست نے ایک بڑی انگڑائی لی۔ پاکستان اس حوالے سے اہم ترین ملک ہے کہ جس کے اردگرد جنگوں کا آغاز کیا گیا اور یوں یہ خطہ جہاں پاکستان واقع ہے، عالمی سیاست میں Hot Region بن گیا۔ ایسے میں پاکستان ٹیلی وژن کا ایک اہم کردار بنتا تھا کہ ایک ایٹمی صلاحیت رکھنے والی مسلم ریاست دنیا میں اپنا درست مؤقف اور متوازن رویوں کو دنیا میں از خود متعارف کروائے لیکن وہ اپنی اس کارکردگی سے محروم رہا۔

انہی دنوں راقم کے دوست عمر اصغر خان مرحوم جو وفاقی حکومت میں وزارت کا اہم قلمدان بھی رکھتے تھے اور اقتدار کے ایوانوں میں ان کا خاصا رسوخ تھا، راقم نے بار بار مرحوم عمر اصغر خان کو 9/11 کے بعد بدلتی عالمی سیاست کے پس منظر میں پاکستان کے کردار اور اس میں پاکستان ٹیلی وژن کے مؤثر کردار کا ازسرِنو یقین کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ عمر اصغر خان مرحوم نے اس حوالے سے مقتدر لوگوں سے بات بھی کی، لیکن حسب روایت جو لوگ اقتدار کی مسند پر بیٹھے ہوتے ہیں، ان کے ایجنڈے عوام کے ایجنڈوں سے مختلف ہو جاتے ہیں۔ ایک کلونیل ڈھانچے پر مبنی ریاست کے یہی وہ تضادات ہیں جو حکمرانوں کو عوام سے دُور کر دیتے ہیں۔ لہٰذا راقم کی تجاویز آئیڈیل ازم کے سوا کچھ حقیقت نہ ثابت ہوئیں۔ ہم آج تک عالمی میڈیا میں پاکستان کے حقیقی چہرے کو مسخ کرنے کا رونا روتے ہیں کیوں کہ ہمیں اپنا چہرہ ازخود پیش کرنا ہی نہیں آتا۔ یا پھر ہم عالمی کارپوریٹ میڈیا سے جڑے مقامی پرائیویٹ الیکٹرانک میڈیا پر انحصار کیے بیٹھے ہیں جن کے مفادات مال، سرمایہ داری اور کارپوریٹ مفادات سے جڑے ہوتے ہیں۔ ایسے میں پاکستان ٹیلی وژن جیسا اہم عوامی ادارہ جمہوریت کے نام پر اقتدار میں آنے والے لوگوں کے سطحی مفادات کا شکار ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پاکستان ٹیلی وژن کو چارٹر آف ڈیموکریسی کی دستاویز پر دستخط کرنے والوں نے اپنے ''کارندوں'' کے مفادات کی تکمیل کے لیے ایک زرخیز ذریعہ بنا ڈالا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ کرنٹ افیئرز اور نیوز پروگرامز کو جمہوری تقاضوں کے مطابق ہر اس سیاسی جماعت کے لیے اتنا وقت دیا جاتا جتنی کسی جماعت نے انتخابات میں ووٹوں کا تناسب حاصل کیا اور یوں پاکستان ٹیلی وژن کے اندر بھی جمہوریت کا آغاز ہوتا، لیکن ''جمہوریت بہترین انتقام ہے'' کا نعرہ لگانے والوں نے پاکستان ٹیلی وژن کو فصلی بٹیروں کی آماج گاہ بنا ڈالا۔ اس طرح پی ٹی وی کے ذریعے حکومتی مفادات کی تکمیل کی گئی۔

اہم بات یہ ہے کہ اس دوران پاکستان ٹیلی وژن میں Induct کیے جانے والے لوگوں کا تعلق پارٹی، پارٹی کے نظریے، جمہوریت سے بھی نہیں تھا بلکہ ان میں اکثریت ان ''کارندوں'' کی ہے جو اعلیٰ حکومتی عہدیداروں کے ''لاڈلے'' اور ''لاڈلیاں'' ہیں۔ ان میں سرفہرست وہی رہے جو جنرل پرویز مشرف کے دَور میں بھی ''سرفہرست'' تھے اور پھر ''جمہوریت بہترین انتقام ہے'' کے نعرے لگانے والوں کے دَور میں بھی سرفہرست ٹھہرائے گئے۔ پی ٹی وی کا ریکارڈ دیکھ لیں، فائلیں گواہ ہیں۔ ایسے میں اقتدار کے ایوانوں سے تعلق رکھنے والوں نے ''ہراول دستے'' کا کام کیا اور لوٹ مار میں ''شریک سفر'' ہو گئے۔ اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ پی پی پی کے اعلیٰ حکومتی عہدیدار اپنے پروفیشنل لوگوں کو پی ٹی وی میں Induct کرتے، لیکن عملاً یہ ہوا کہ ''ملتان والے''، ''سیالکوٹ والے'' اور ''گوجر خان والے'' آتے رہے، لوٹ مار بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا جب پرائیویٹ چینل کے معروف اینکروں کو سکرینوں سے ہٹا کر اپنی مخالفت میں کمی کی حکمت عملی طے کی گئی اور اس کے لیے بھاری معاوضے طے ہو گئے۔ ایک اینکر جس کو یہ زعم ہے کہ وہ پاکستان کے مقبول ترین اینکروں میں سرفہرست ہے، اس کا نوٹیفکیشن بھی لکھا گیا اور معاوضہ تیس لاکھ سے بھی زیادہ طے ہوا۔ یہ تو بھلا ہو پی ٹی وی کی منتخب یونین کا کہ اس نے اس اینکر اور ایسے ہی دوسرے اینکروں کے Induct کیے جانے پر احتجاج کیا۔

اس دَور میں پی ٹی وی کے اندر مختلف وزرائے اطلاعات کی کتنی حاکمیت تھی اور ''طاقت کے سرچشمہ ایوان'' کی طاقت کس قدر تھی؟ اس کے بارے میں جاننے کے لیے آپ اس دَور میں نامزد کیے جانے والے وزراء کرام سے معلوم کریں۔ افسوس کہ لوٹ مار اور پی ٹی وی میں Incompetent لوگوں کی نامزدگیوں کے اس عمل میں ایک ایسا دَور بھی آیا جب پی ٹی وی جیسے قومی ادارے میں فرقہ وارانہ بنیادیں قائم کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ سیالکوٹ میں پی ٹی وی کا نام نہاد بیورو آفس کھولا گیا اور پی ٹی وی پر ایک فرقہ کی مبلغہ کی مداخلت نے پی ٹی وی انتظامیہ پر احکامات جاری کرنے شروع کر دیئے۔ ایک شخص جو ''طاقت کے سرچشمہ ایوان'' میں دن رات پائے جانے کا دعوے دار تھا، بہ یک وقت دو حکومتی اداروں کا تنخواہ دار رہا۔ یہ ایک دل دکھا دینے والی لمبی تفصیل ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ جو جنرل پرویز مشرف کے آمرانہ دَور میں پی ٹی وی کی سکرین پر مسلط رہے وہی آج تک ''اہم مقام'' رکھتے ہیں۔ ایسے میں پی ٹی وی کی کارکردگی بھی متاثر ہوئی اور پی ٹی وی جیسے عوامی ادارے کو پروفیشنل ٹیلنٹ تلاش کرنے سے بھی محروم رکھا گیا۔ پی ٹی وی انتظامیہ حکومتی عہدیداروں کے سامنے بے بس اور پالیسی سازی میں غیر اہم کر دی گئی۔ پی ٹی وی کی سکرین پر صرف حکومتی چہرے پیش کرنے کی سعی کی گئی۔ کرنٹ افیئرز اور نیوز پروگرامز میں جمہوریت کے نام پر صرف ایک جماعت کی نمائندگی کو جمہوریت سے تعبیر کیا گیا۔ بلوچستان اور سندھ کے اکثریتی رہنماؤں اور دانشوروں کو حکومتی ایوانوں کی ہدایت پر

بلیک آؤٹ کیا گیا۔

پاکستان میں حقیقی جمہوریت کے قیام کے لیے لازم ہے کہ سرکار کے تحت چلنے والے اداروں کی Re-Structuring کی جائے اور ایسا نہ ہو کہ 11 مئی 2013ء کے بعد پی ٹی وی سمیت دوسرے ریاستی اطلاعاتی اداروں پر صرف وہ چہرے دیکھے اور آوازیں سنی جائیں جن کی حکومت قائم ہو۔ راقم اپنے تجربے کی بنیاد پر اب یہ کہنے میں کوئی عار نہیں محسوس کر رہا کہ پی ٹی وی انتظامیہ ایسے سارے عمل میں آمرانہ اور غیر آمرانہ ادوار میں بے بس ملازمین کے سوا کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ان اداروں کو پروفیشنل ازم، قابلیت اور Diversities کی بنیاد پر چلایا جانا وقت اور جمہوریت کی اہم ضرورت ہے۔ اور یہ بھی ایک خوب صورت حقیقت ہے کہ موجودہ نگران حکومت کے قیام کے ساتھ ہی پی ٹی وی کافی حد تک غیر جانب دار ادارے کے طور پر نظر آنے لگا ہے۔ کاش اسی سپرٹ کے ساتھ مستقل لائحہ عمل بنایا جائے اور آئندہ اس قومی ادارے کو حکمرانوں کی لوٹ مار سے محفوظ رکھا جائے۔